بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک انتہائی فدائی بدری صحابی

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 رنومبر 2019 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک انتہائی فدائی بدری صحابی حضرت عبداللہ کے باپ عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا تو عبداللہ بن ابی بن سلول پہلے تو ساتھ چل پڑا لیکن احد کے دامن میں پہنچ کر اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر غداری دکھاتے ہوئے واپس مدینے کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹ گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات نہیں مانی اور مدینہ میں رہ کر دشمن کا دفاع نہیں کیا جو ہم چاہتے تھے اور یہ بھی کہا کہ یہ بھی کوئی لڑائی ہے۔ یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے اور وہ کہنے لگا کہ میں اس ہلاکت میں اپنے آپ کو نہیں ڈالتا۔ شروع سے ہی اس کے دل میں منافقت تھی اور منافق بزدل ہوتا ہے اور یہ بزدلی یہاں آ کے ظاہر بھی ہوگئی۔

حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کس کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے بارے میں تکلیف دہ اور استہزاء کی باتیں کرنی شروع کر دیں اس کی کچھ تفصیل اب میں بیان کروں گا۔ اس میں ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ 5 ہجری میں غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن تک مریسیع میں قیام فرمایا۔ یہ بنو مصطلق کے پانی کے ایک چشمے کا نام ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت عمر کا ایک نوکر ''جاجا'' نامی تھا وہ چشمہ پر پانی لینے کے لئے گیا۔ اتفاقاً اس وقت ایک دوسرا شخص سنان نامی جو انصار کے حلیفوں میں سے تھا پانی لینے کے لئے وہاں پہنچا۔ یہ دونوں شخص جاہل تھے اور بالکل عامی لوگوں میں سے تھے۔ چشمہ پر یہ دونوں شخص آپس میں جھگڑ پڑے سنان نے زور زور سے شور مچانا شروع کر دیا چلانا شروع کر دیا کہ اے انصار کے گروہ! میری مدد کو پہنچو کہ میں پٹ گیا اور مجھ پر حملہ ہو گیا۔ اس پر جاجا نے بھی اپنی قوم کے لوگوں کو پکارنا شروع کر دیا کہ اے مہاجرین دوڑو۔ انصار اور مہاجرین کے کانوں میں یہ آوازیں پہنچیں تو وہ اپنی تلواریں لے کر بے تحاشا اس چشمہ کی طرف لپکے قریب تھا کہ خونریز جنگ شروع ہو جاتی لیکن بعض سمجھدار اور مخلص مہاجرین و انصار نے فوراً لوگوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے صلح صفائی کروا دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک جاہلیت کا مظاہرہ ہے اور اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس طرح معاملہ بہرحال رفع دفع ہو گیا لیکن جب منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو اس غزوہ میں شامل تھا اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو اس بدبخت نے اس فتنہ کو پھر جگانا چاہا اور اپنے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف بہت اکسایا اور یہ کہا کہ سب تمہارا قصور ہے کہ تم نے ان کو سر پر چڑھا لیا ہے۔ اب تمہیں چاہئے کہ ان کی مدد سے دست بردار ہو جاؤ اس بدبخت نے یہاں تک کہہ دیا کہ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡہَا الۡاَذَلَّ ۔ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡہَا الۡاَذَلَّ یعنی دیکھو تو اب مدینہ میں جا کر

عزت والا شخص ذلیل شخص کو اپنے شہر سے باہر نکال دیتا ہے کہ نہیں؟ اس وقت ایک مخلص مسلمان بچہ زید بن ارقم بھی وہاں بیٹھا تھا اس نے عبداللہ کے منہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ الفاظ سنے تو بے تاب ہو گیا اور فوراً اپنے چچا کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر بھی بیٹھے تھے۔ وہ یہ الفاظ سن کر غصہ اور غیرت سے بھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق فتنہ پرداز کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا عمر! جانے دو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا پھرتا ہے۔ پھر آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ بات میں نے سنی ہے۔ وہ سب قسمیں کھا گئے کہ ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔

تھوڑی دیر میں عبداللہ بن ابی بن سلول کا لڑکا حضرت عبداللہ جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو ایک بہت ہی مخلص صحابی تھے گھبرائے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے باپ کی گستاخی اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے اس کے قتل کا حکم دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو آپ مجھے حکم فرمائیں میں ابھی اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں لا ڈالتا ہوں مگر آپ کسی اور کو ایسا ارشاد نہ فرمائیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ جاہلیت کی کوئی رگ میرے بدن میں جوش مارے اور میں اپنے باپ کے قاتل کو کسی وقت کوئی نقصان پہنچا بیٹھوں اور خدا کی رضا چاہتا ہوا بھی جہنم میں جا گروں۔ آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے۔ ہم بہرحال تمہارے والد کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کریں گے۔

مگر حضرت عبداللہ کو اپنے باپ کے خلاف اتنا جوش تھا کہ جب لشکر اسلامی مدینہ کی طرف لوٹا تو عبداللہ اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم میں تمہیں واپس نہیں جانے دوں گا جب تک تم اپنے منہ سے یہ اقرار نہ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور تم ذلیل ہو۔ عبداللہ نے اس قدر اصرار اور جوش سے اپنے باپ پر زور ڈالا کہ آخر اس نے مجبور ہو کر یہ الفاظ کہہ دیئے جس پر عبداللہ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

پھر ایک ناپاک تہمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی طرف سے لگائی گئی اس کا بانی مبانی بھی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ یہ واقعہ بھی غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر پیش آیا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات بابرکت پر گندے الزامات لگائے گئے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن ام مسطح کے ساتھ میں باہر گئی رفع حاجت کے لئے تب اس نے مجھے تہمت لگانے والوں کی بات سنائی۔ جب میں اپنے گھر لوٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور آپ نے السلام علیکم کہا اور آپ نے پوچھا اب تم کیسی ہو؟ میں نے اس پر عرض کیا کہ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے دیں۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے پاس آئی تو میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹی اس بات سے اپنی جان کو جنجال میں نہ ڈالو اطمینان سے رہو۔ لوگ کرتے ہیں ایسی باتیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ لوگ ایسی بات کا چرچا کر رہے ہیں۔ کہتی تھیں کہ میں نے وہ رات اس طرح کاٹی کہ صبح تک نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی بعض صحابہ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرۃ کو جو میری خادمہ تھیں ایک دن بلایا اور پوچھا کہ بریرۃ کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شبہ میں ڈالے۔ بریرۃ نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے حضرت عائشہ میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس کو میں معیوب سمجھوں۔ یہ سن کر اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا ایسے شخص کو کون سنبھالے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے دکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کوئی بات مجھے معلوم نہیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ بخدا مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ لوگوں نے وہ بات سنی ہے جس کا لوگ آپس میں تذکرہ کرتے ہیں۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی اور اللہ جانتا ہے کہ میں فی الواقعہ بری ہوں، آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور اگر میں آپ کے پاس کسی بات کا اقرار کرلوں حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی مگر آپ اس اقرار میں مجھے سچا سمجھ لیں گے۔ اللہ کی قسم میں اپنی اور آپ کی کوئی مثال نہیں پاتی سوائے یوسف کے باپ کی انہوں نے کہا تھا کہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ کہ صبر کرنا ہی اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہئے اس بات میں جو تم لوگ بیان کررہے ہو۔ اس کے بعد میں ایک طرف ہٹ کر اپنے بستر پر آ گئی اور میں امید کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری کرے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے گا کہ میں اس الزام سے بری ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم آپ ابھی اپنے بیٹھنے کی جگہ سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ مسکرا رہے تھے ۔آپ نے فرمایا کہ عائشہ! اللہ کا شکر بجا لاؤ کیونکہ اللہ نے تمہاری بریت کردی ہے۔ میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔ میں ان کا شکریہ نہیں کروں گی۔ میں ان کے پاس اٹھ کر نہیں جاؤں گی اور اللہ کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ اس رئیس المنافقین نے حضرت عائشہؓ پر ایسا الزام لگایا، اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا سلوک تھا، حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف لپکا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس نے تو فلاں دن یہ بات کہی تھی اور فلاں دن یہ بات کہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا عمر ہٹ جاؤ۔ جب میں نے آپ سے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے تو اختیار دیا گیا ہے سو میں نے اختیار کرلیا ہے اور اگر مجھے یہ پتا ہو کہ میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے دعائے مغفرت کروں اور وہ بخشا جائے گا تو میں ضرور اس سے بھی زیادہ کروں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ لوٹ آئے اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سورۃ براء یعنی سورۃ توبہ کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ یعنی تو ان میں سے کسی کی بھی جو مرجائے کبھی نماز جنازہ نہ پڑھ اور تو اس کی قبر پہ کھڑا نہ ہو کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور وہ ایسی حالت میں مرگئے کہ وہ بدعہد تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں چند وفات یافتگان کا ذکر کروں گا اور جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ہے مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کا جو مکرم مولانا محمد عمر صاحب کیرالہ انڈیا کی اہلیہ تھیں۔ 20؍اکتوبر کو 72 سال کی عمر ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1947ء میں آپ کیرالہ میں پیدا ہوئی تھیں مرحومہ کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑنانا کے ذریعہ آئی تھی جو کیرالہ کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کو چنئی میں سیکرٹری مال اور کیرالہ میں لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ قرآن کریم اور تہجد کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ لجنہ اور ناصرات کو بھی قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ تمام فرضی اور نفلی روزے رکھتی تھیں۔ اپنی زندگی کے آخر تک مولانا محمد عمر صاحب کی بہت خدمت کی بہت مہمان نواز اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھیں بڑی نیک خاتون تھیں خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ وفات سے پہلے آپ کو تین دفعہ ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ تیسری دفعہ جب ہارٹ اٹیک ہوا تو مولوی عمر صاحب کو انہوں نے بتایا کہ میری وفات کا وقت نزدیک آ چکا ہے اور اس کے بعد کہا کہ میرا اسلام سب کو پہنچا دیں۔ پھر اونچی آواز میں تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور اس طرح آپ اللہ کے حضور

حاضر ہوگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک کرے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

دوسرا جنازہ ہے مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب کا جو سابق مینیجر اور پبلشر تھے ماہنامہ انصار اللہ پاکستان کے۔ یہ 16/اکتوبر کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 2003ء میں ان کو ایک مقدمے میں اشتہاری قرار دیا گیا اور پھر یہ میری اجازت سے لندن شفٹ ہو گئے تھے۔ مرحوم موصی تھے وفات سے کچھ دیر پہلے ربوہ چلے گئے تھے۔ وہیں ان کی وفات ہوئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو اور ان کی نسل کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے اور جماعت اور خلافت سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ ہے مکرم راجہ مسعود احمد صاحب کا جو مکرم راجہ محمد نواز صاحب مرحوم پنڈ دادنخان کے بیٹے تھے۔ 19/اکتوبر کو بڑی طویل علالت کے بعد 69 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راجہ صاحب 1991ء میں یو۔کے آ گئے تھے اور یہاں کیٹ فورٹ جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ نیز قائد عمومی انصار اللہ ایڈیشنل سیکرٹری وصایا اور نیشنل سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق ملی جب میں نے وصیت کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے کافی محنت کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیان کے نظام کو اور منظم کیا۔ خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ جماعتی عہدیداروں کا احترام بھی کرتے تھے نمازی، تہجد گزار تھے چندہ جات بڑے کھلے دل سے دیتے تھے صدقہ وخیرات کرنے والے تھے غریب پرور تھے ملنسار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے پسماندگان میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

چوتھا جنازہ مکرمہ صالحہ انور ابو صاحبہ کا ہے جو انور علی ابو صاحب مرحوم سندھ کی اہلیہ تھیں۔ یہ یکم اکتوبر کو وفات پا گئی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بڑی دلیر اور باہمت عبادت گزار حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنیوالی خاتون تھیں۔ بچپن سے ہی نماز روزہ کی پابند تھیں اور چندہ وغیرہ دینے والی تھیں۔ خلافت سے بڑا سچا تعلق تھا۔ آپ کی بیٹی طاہرہ مؤمن کہتی ہیں کہ شادی کے بعد اللہ کے جتنے بے شمار فضل ہوئے اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا دل بھی دیا۔ بہت غریب پرور اور عاجزی اور انکساری کی مالک تھیں۔ چندہ کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والی تھیں۔ جب بھی ہمیں کوئی پریشانی ہوتی ہم ان کو کہتے۔ پہلے تو وہ ہمیں کہتیں نماز پڑھو اور دعا کی تاکید کرتیں اور پھر خود بھی ہمارے لئے بہت دعائیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں میں بھی اخلاص و وفا پیدا کرے ان کے ساتھ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور بچے بھی خلافت سے اور جماعت سے اسی طرح وابستہ رہیں قربانیاں کرنے والے ہوں جس طرح یہ خود کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں بھی ان کے بچوں کے حق میں قبول فرمائے۔ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 15th - November - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB